ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.3(2023)
(October to December)

افکارِ اکبر الٰہ آبادی: مکاتیبِ اکبر کی روشنی میں

Akbar's Thoughts: In the light of Akbar's Letters

رضوانہ بی بی

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبۂ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

پروفیسر ڈاکٹر محمد امتیاز

شعبۂ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر میاں ہمایون

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Rizwana Bibi

Doctoral Candidate, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Prof. Dr. Muhammad Imtiaz

Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Dr. Mian Humayun

Assistatn Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Abstract:

Akbar Ellha Abadi is one of the most noteworthy poets of Urdu literature. He is a significant voice of the twentieth century and one of the early critics of the colonial system. He criticized the colonial system by using the literay devices of humor and subtlety. In this respect, he is the first poet of his style and for this subtle style he is famous too. But at the same time if we look to his letters, he comes out as a good prose writer. Akbar is a reformer of the nation and often his reformism is proved by his poetry. Apart from this, the example of humor and elegance attributed to his personality is also presented by his poetry.In the article under review, Akbar's thoughts have been analyzed by Akbar's prose in the form of letters and a brief outline of these thoughts has been presented which can be helpful in determining the status and position of Akbar's personality-

Keywords: Urdu literature ,Akbar, 20th Century, Neo-Colonialism, Criticism, Humor, Mockery, Letters of Akbar.

اکبر الٰہ آبادی (۱۸۴۵ء۔۱۹۲۱ء) بیسویں صدی کے وہ شاعر ہیں جن کے کلام میں نو آبادیاتی نظام کی ہمہ جہت عکاسی ملتی ہے۔ عہدِ مذکور پر تنقید کرنے کے لیے اُنھوں نے ظرافت کو اپنا ہتھیار بنایا۔ ان کی شاعری اور اُسلوب اپنے عہد کے اعتبار سے منفرد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں ہی اُن کے حریفوں نے انہیں ہدف تنقید بنایا اور یہ سلسلہ اُن کی وفات کے بعد آج ایک صدی گزرنے کے باوجود ہنوز جاری ہے۔ اکبر ہندوستانی مزاج، ہندوستانی زبان اور ہندوستانی تہذیب کے توانا، نڈر اور دل آویز شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں شمالی ہند کے رہنے والوں کی تمام ذہنی و اخلاقی اقدار، تہذیبی کارنامے، سیاسی تحریکات اور حکومتی کاروائیوں کے ہر

طرح کے شواہد ملتے ہیں۔ طنزیہ اور ظریفانہ شاعری میں اکبر اپنے عہد کے ممتاز شاعر تھے۔ تاہم اُصولی معاملات، حیاتِ انسانی یا قومی ضروریات کے اہم مسائل پر اِن کی نظر گہری نہ تھی۔ نئی نسل کی خامیاں اور کوتاہیاں تو اُنھیں نظر آتی تھیں لیکن آباؤ اجداد کے نقائص پر ان کی توجہ نہ تھی۔ اس حوالے سے پنڈت کشن پرشاد کول لکھتے ہیں:

> "اکبر کی زندگی کا ماتم یہی ہے کہ وہ نئی روشنی کے نور و تجلّی کو بھی ظلمت سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ اُنھیں موتیوں اور جواہروں کے انبار میں صرف سنگ ریزے ہی دکھائی دیے۔ آزادی کی پرواز میں اُنھیں بلندیاں نہیں دکھائی دیں، صرف پستیوں میں ہی پڑے رہے" ۔(۱)

اُردو شاعری میں اکبر کا صحیح مقام و مرتبے کا تعیّن کرنے اور ان کے افکار و نظریات کو سمجھنے کے لیے اُن کی حیات کے مخفی گوشوں کی نقاب کُشائی کے لیے ان کے مکتوبات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اکبر نے اپنی شاعری میں جن موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے، اُن میں ایک انگریزوں کی مصاحبت، سائنسی ترقی انحطاط کی علامت، انگریزی تقلید پرستی، دین و تقویٰ کی ناقدری، تفرقہ بازی، عورتوں کی بے پردگی اور سماجی مسائل شامل ہیں۔

اکبر اُن عظیم شخصیات میں سے تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں علمی، سیاسی اور مذہبی بیداری پیدا کرنے کے لیے اپنے افکار کو وسیلہ بنایا۔ کسی بڑے آدمی کی حیات اور افکار کو گہرائی سے جانچنے کے لیے اُس کی سوانح عُمری کی ضرورت پڑتی ہے۔ سوانح عُمری خود نوشت کی شکل میں ہونے کے علاوہ کسی دوسرے مصنف کے قلم کا شاخسانہ بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں ایک اور مانع ہے کہ مصنف خود مذکورہ شخصیت سے کس حد تک متاثر ہے۔ کیونکہ عام طور پر سوانح عُمری اُس شخصیت کی لکھی جاتی ہے جس سے مصنف کو کوئی خاص اُنس، عقیدت یا دل چسپی ہوتی ہے۔ دوسری طرف خطوط کسی بھی شخصیت کے معاشی، معاشرتی، مذہبی، سیاسی اور تہذیبی روایات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ خطوط کسی فرد کی سوانح حیات کا احاطہ نہیں کرتے لیکن پھر بھی کسی شخصیت کی روز مرہ مصروفیات اور سرگرمیوں کا پتہ ضرور دیتے ہیں۔ ان میں وہ تمام رنگ موجود ہوتے ہیں جو زندگی کبھی قسم قزح کو تشکیل دینے میں معاون ہوتے ہیں۔ مکتوب نگاری ایک اہم صنفِ ادب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ذاتی جذبات اور احساسات کا فطری طریقہ اظہار ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مکتوب نگار کے ذہن میں کبھی یہ نہیں ہوتا کہ اُس کا خط طشتِ از بام ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کے ذاتی افکار سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ خطوط کے ذریعے عام آدمی بھی مشاہیر کی زندگی تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ذاتی خطوط شخصیت کے نہاں گوشوں کو عیاں کرتے ہیں۔ ان کی مدد سے مکتوب نگار کی خانگی زندگی کے علاوہ اس کی پسند ناپسند، خیالات و افکار اور ذاتی رجحانات کا بھی پتہ چلتا ہے۔

اکبر اِلٰہ آبادی کی حیات کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اُنھوں نے ریٹائرمنٹ (۱۹۰۳ء) کے بعد کثرت سے خطوط نویسی کی۔ ان کے دستیاب خطوط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُنھوں نے سب سے زیادہ خط اپنے فرزند سیّد عشرت حسین، عزیز لکھنوی، خواجہ حسن نظامی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مرزا سلطان احمد، مولانا سیّد سلیمان ندوی، پنڈت رام سنگھ شرما، مہاراجہ کشن پرشاد اور مولوی شرف الدّین کو لکھے ہیں۔ مابعد سر سیّد، علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، شبلی نعمانی، سر شیخ عبدالقادر اور ڈاکٹر سیّد محمود کو لکھے گئے خطوط کی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ اکبر نے اپنے فرزند سیّد عشرت حسین کو زیادہ تر خطوط اس وقت لکھے جب وہ انگلستان میں حصولِ تعلیم کی غرض سے مقیم تھے۔ محمد راشد شیخ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے عزیز فرزند کو انگلستان بھیجنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ زندگی کی دوڑ میں با عزت روزی کما سکیں لیکن دین و اخلاق اور مشرقی اقدار کی قیمت پر نہیں"۔(۲)

ان خطوط میں وہ قدم قدم پر اپنے عزیز از جان فرزند کی رہنمائی کرتے ہیں اور چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ عشرت کے قیام انگلستان کے دوران لکھے گئے خطوط خاصے طویل ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے کے دوران محسوس ہوتا ہے جیسے اکبر کسی دوست سے محوِ گفتگو ہیں۔ خطوطِ اکبر بنام عشرت حسین میں قاری کو نثر کے متعدد خوب صورت نمونے ملنے کے ساتھ اُن کے افکار سے بھی آشنائی ہوتی ہے۔ مثلاً اکبر الٰہ آبادی کے خط کا یہ نمونہ ملاحظہ کیجیے:

"ہندوستانی طالب علم اکثر بد شوق اور تماشا دوست اور خرّچ اور شیخی باز ہوتے ہیں اس لیے ان کی سوسائٹی کو زیادہ تلاش کرنا کچھ فائدہ نہیں"۔(۳)

وہ اپنے بیٹے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو قوم زوروں پر رہتی ہے سارے جہان کی دولت سمیٹ لیتی ہے اسپین اور بغداد میں شاہانِ اسلام کے دربار کی وہ چمک تھی کہ لندن اس کے آگے ایسا ہے جیسے دن کو جگنو۔ انگریزوں میں صنعت و حرفت بہت ہے لیکن اس میں جرمن اور فرانس ان سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ قوم محنتی اور ہشیار ہیں لیکن ہم وہاں محنل دیکھنے نہیں جاتے بلکہ اس لائق بننے جاتے ہیں کہ ہندوستان میں آکر انگریزی دربار سے بھلے آدمیوں کی طرح روٹی کما سکیں۔ انسان کی شعوری، تہذیبی زندگی، معیارات، اقدار، نظریۂ زندگی اور ان سب کی مختلف ظاہری شکلوں سے بنتی ہے اور اکبر ہمیں بتاتے ہیں کہ مغربی معیارات کے ہماری تہذیب کے دَر آنے سے کیا نتائج بر آمد ہوئے اور کس طرح ہماری تخلیقی زندگی بانجھ ہو کر رہ گئی۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"تم نے صِرف طلبِ علم اور افزائش و بقائے عزتِ خاندانی کے لیے یہ سختی اٹھائی ہے۔ کچھ یہ غرضی نہ تھی کہ لندن کی سیر کرو یورپ کے تماشے دیکھو، غفلت میں پڑو، جھوٹی شیخی سیکھو، پس تمھارا یہ فعل حسنِ عمل میں داخل ہے اور یہ آیت قرآن مجید کی ہے واللہُ لایُضیع اَجرا لمحسنین (اللہ نیکی کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا) خدا تم کو کامیاب کرے گا"(۴)

اکبر الٰہ آبادی انگریزی زبان نہیں بلکہ انگریزیت کے خلاف تھے کیوں کہ انگریز، انگریزی زبان کو عیسائیت کے فروغ کے لیے استعمال کر رہے تھے وہ ایک ایسی نسل تیار کرنا چاہتے تھے (اور کسی حد تک اپنے اس مشن میں کامیاب بھی تھے) جو ان کے طرز ہی کی پیروکار نہ ہو بلکہ ان کے عقائد و رسوم کو بھی اپنی حیات کا حِصہ بنا سکے۔ اکبر نے شاعری کے علاوہ اپنے خطوں میں طنز آمیز اشاروں، نصائح اور معنوی گفتگو سے ان پُر متن معاملات کی طرف اشارے کے لیے ہیں۔ اکبر رقم طراز ہیں:

"اس بات کا بھی خیال کرو کہ تمھارے فیلنگ کچھ اور ہیں اور انگلش نیشن کے فیلنگ کچھ اور ہیں۔ خیالات میں، عادات و اطوار میں، رسموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگرچہ تم نے تعلیم پائی ہے اور یورپین طرز و روش کو تم نے اختیار کیا ہے اور بے شک تم نے بمقابلہ اپنے بہت سے ہم وطنوں کے تہذیب میں ترقی کی ہے لیکن اصلی اور پیدائشی فیلنگ کا بدل جانا کچھ کھیل نہیں ہے۔"(۵)

مکاتیبِ اکبر سے ہمیں ان کے دینی عقائد کا بھی علم ہوتا ہے۔ وہ تمام عمر شعائرِ اسلامی پر خود سختی سے کاربند رہے۔ صوم و صلوٰۃ، تہجد اور تلاوت قرآن ان کا ہمیشہ سے معمول رہا۔ ان کی نظر میں حیات انسانی کی پریشانیوں سے نمٹنے کا بہترین وظیفہ نماز اور تلاوت قرآن ہے۔ اُن کے خطوط کے مطالعے کے دوران آیات قرآن کے حوالے اکثر ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر عشرت حسین کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے جس کو شریفانہ نفس بنایا ہے اس کے اطوار شریفانہ ہی رہتے ہیں۔ خدا تمھاری مدد کرے تم اکثر پڑھا کرو اور دل سے پڑھا کرو اور توجہ کے ساتھ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِی ٱلدُّنۡیَا حَسَنَةً وَفِی ٱلۡ ٓاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ۔"(۶)

کلامِ اکبر میں انگریز، انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب سے جو نفرت ملتی ہے اس میں سیاسی شعور کو ہرگز دخل نہیں ہے۔ یہ بنیادی طور پر اس نظام کے عناصر کی مخالفت ہے۔ انگریزی حکومت اور تاجِ برطانیہ کے خلاف وہ کچھ سیکھ بھی لیتے ہیں تو فوراً اس کی توضیح اور توجیہہ بھی پیش کرتے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں ان کی ملازمت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اُن کا مقصدِ حکومت پر نکتہ چینی مقصود نہیں۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس سے اکبر کی ذہنی رَو کو سمجھنا آسان تر ہو جاتا ہے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی لکھتے ہیں:

"اکبر کو انگریزوں سے اتنی مخالفت نہیں جتنی ان ہندوستانیوں سے ہے جو مغرب کی آئی ہوئی چیزوں کو اپناتے تھے۔"(۷)

اکبر کا یہی منفی روّیہ مغربی تہذیب سے اُن کی مخاصمت کا سبب تھا۔ اسی وجہ سے ہی انھوں نے علی گڑھ تحریک اور سر سیّد کی بھی مخالفت کی۔ اکبر اپنے فرزند کو ایک خط میں اس طرح لکھتے ہیں:

"محبت فرنگ و بادۂ گل رنگ نے بہت سی خام طبیعتوں کو برباد کیا ہے اور کرے گا لیکن سچے اسلام پر یہ جادو نہیں چلتا اور پاکیزہ دل آتشِ مَے کے سامنے نہیں پگھلتا"(۸)

اس ضمن میں وہ اپنے ایک خط میں عشرت کو کہتے ہیں:

"ہماری قوم دنیاوی اعتبار سے بھی نہایت پست ہے اور اخلاقی حالت کے اعتبار سے تو بے انتہا گری ہوئی ہے۔ پس اگر شاذونادر کوئی مسلمان بہت غیر معمولی عہدے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی زندگی عجیب خلافِ نیچر حالت میں کٹتی ہے یعنی غیر معمولی حالت۔ انگریز اس کو کُھلے دل سے اپنے ساتھ شریک نہیں کرتے اور اپنی سوسائٹی میں وہ مِل نہیں سکتا۔"(۹)

اکبر الٰہ آبادی نے علامہ اقبال کو بھی خط لکھے ہیں۔ اکبر اور اقبال کی شاعری میں بہت کم مماثلت ہے۔ سیاسی طور پر بھی اکبر سرکاری ملازمت کی پابندی کی وجہ سے کُھل کر عملی حِصّہ نہیں لے سکتے تھے۔ اکبر کی سیاست بین الاقوامی، حرکی اور آتش گیر نہیں تھی وسیع تر حیات کے مسائل پر اکبر کی شاعری میں جو کچھ ملتا ہے اس کی حیثیت ضمنی ہے۔ اس کے مقابلے میں اقبال کے طبعی اور ذہنی میلانات کی وسعت لامحدود ہے لیکن پھر بھی ان دونوں کے درمیان گہرے فِکری رجحان کا ایک رشتہ موجود ہے۔ اقبال رجعت پسند تھے جبکہ اکبر نے ماضی کی توہین کرنے والوں کا خوب مضحکہ اُڑایا ہے۔ اکبر اقبال سے کم و بیش ۳۰ برس بڑے تھے اس تفاوت کے باوجود دونوں کے مابین علمی و ذہنی روابط تھے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

"آپ کے خطوط جو میرے پاس سب محفوظ ہیں بار بار پڑھا کرتا ہوں اور تنہائی میں یہی کاغذ میرے ندیم ہوتے ہیں..... آپ کے خطوط..... مجھے نہایت فائدہ ہوتا ہے اور مزید غور و فکر کی راہ کھلتی ہے، اس واسطے میں ان خطوط کو محفوظ رکھتا ہوں کہ یہ تحریر میں نہایت بیش قیمت اور بہت سے لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچنے کی توقع ہے" (۱۰)

اکبر نے طنز و ظرافت کے ساتھ ساتھ عرفان و آگہی، فلسفہ و سیاسیات اور اخلاق ع عادات کے مضامین بھی اپنے خطوط میں پیش کیے ہیں۔ مکاتیبِ اکبر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے کا علمی معیار، افکار اور تصورات کیا تھے۔ اکبر کی نگاہ انگریز سرکار کے ذریعے ہندوستان میں لائی جانے والی تبدیلی پر تھی۔ وہ ہر تبدیلی کو مشکوک نظر سے دیکھتے اور اپنے محسوسات کو طنز و ظرافت کی لطیف چادر میں لپٹ کر شاعری میں اور فکر و فلسفے کی شکل میں اپنے مکتوب الیہم سے باہم گفت و تنقید کی شکل میں کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں حالاتِ حاضرہ پر بے لاگ تبصرے کیے ہیں۔ اپنے ایک خط میں عصری منظر نامے کے حوالے سے علامہ اقبال کو لکھتے ہیں:

"اپنے ہی دل کو دیکھا کیجیے اور قرب الٰہی کی تمنا کیجیے۔ وَاسجد وَاقترب۔ نہ قوم ہے نہ لیڈر۔ نہ کسی پر کسی کا اثر، نہ کوئی طاقت جامع ہے۔ یاروں کی پارٹی بندیاں ہیں۔ خدا کے لیے نہیں اپنی واہ واہ یا سوشل مزے کے لیے۔ ہاں گورنمنٹ کی طاقت ہے۔ اس کے کام کے لیے گروہ بندیاں ہیں، نہ میں مستثنیٰ ہوں نہ آپ نہ کوئی اور۔ اِلاماشاءاللہ۔" (۱۱)

مکاتیبِ اکبر کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی علم ہوتا ہے کہ اپنے جس کلام کی بدولت وہ شہرت رکھتے تھے اس کی عمدہ طریقے سے جمع آوری اور اشاعت کا انتظام وہ اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ اکبر کا کلام طویل عرصے سے زبان زدِ خاص و عام ہے لیکن خود اپنی نظر میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اُن کے خطوط سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی میں جو کلام شائع ہوا وہ اس کی بھی صحتِ متن سے مطمئن نہ تھے۔ متعدد خطوط میں انھوں نے ازراہِ انکسار اپنے ہی کلام کو "خرافات" سے تعبیر کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ روحانیت کی جس منزل تک پہنچ چکے تھے وہاں دنیاداری اور شہرت اُن کی نظر میں اہمیت نہیں رکھتی۔ مکاتیبِ اکبر (مجموعہ مکاتیب، مرتب: محمد راشد شیخ) میں شامل ایک خط میں لکھتے ہیں:

"اگرچہ میں اس دنیا سے قریباً بے تعلق ہو گیا ہوں لیکن آپ کی بحث اور قابلیت دل سے نہیں گئی۔ آپ تو اربابِ طریقت میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔" (۱۲)

دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ سر اسرار حسن خاں کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

"بیس سال سے زیادہ ہوئے، میں نے عقل اور مصلحت سے فتویٰ حاصل کر کے ناچ مجرا دیکھنا چھوڑ دیا۔ موسیقی کا مذاق رگ و پے میں شمار ہوا ہے لیکن گانے والیوں سے جو دل کے ساتھ گھر بھی برباد کر دیتی ہیں، ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا" (۱۳)

اس طرح اپنے بیٹے عشرت حسین کو سیاست میں حصہ لینے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ راجہ صاحب کا راج اور کنارۂ دریا اور ان کا گانا بجانا، ان کے صاحب و مشیر، ان کا اخبار ان کی قابلیت، ان کو خوش اور آسودہ رکھنے کو کافی نہیں ہے اور وہ ممبری کے لیے

زحمتیں اُٹھاتے ہیں اور یہاں ہندوستان کی ممبری محض تماشا ہے، اس پر بھی یہ بندے جان دیے ڈالتے ہیں، میں تو خدا کا شکر کروں اگر امن اور خموشی سے فارغ الباقی سے زندگی بسر کروں۔ کتب خانہ دل بہلانے کو اور خدا کا خوف اور اس کی یاد مطمئن رکھنے کو کافی ہے۔"(۱۴)

اکبر کے ہاں بعض جگہ تضاد بھی نظر آتا ہے۔ مجموعی طور پر ان کے مکاتیب میں بیان کیے گئے افکار کا جائزہ لیا جائے تو مذہب کی زبردست پاس داری، جدید تعلیم و تہذیب کی حد درجہ مخالفت، فیشن اور نئی ایجاد و تحریک سے منافرت کے مضامین نظر آتے ہیں۔ وہ پُرانی روایات و عقائد میں تبدیلی کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں قبول کرنے کو تیار نہ تھے لیکن جیسا کہ اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ ان کے ہاں متضاد خیالی نظر آتی ہے۔ یہ متضاد خیالی نہیں تو اور کیا ہے کہ اپنے فرزند کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے تو انگریزی زبان کی تحصیل مقدم ہے تا کہ اس زبان میں نمایاں عالمانہ طرز سے تحریر و تقریر کر سکو۔ یعنی کسی ایک سبجیکٹ میں تو ایسے ہو جاؤ۔ پھر قانون سیکھنا ضرور ہے جس کے ذریعے سے معاش عامل کیا چاہتے ہو۔"(۱۵)

اکبر کے مکاتیب جس دَور کی عکاسی کرتے ہیں وہ جنگِ آزادی کے بعد شکست خوردہ عناصر کی ذہنیت کے ردِ عمل کا دَور ہے۔ یہ وہ ذہنیت ہے جو ماضی سے لگاؤ رکھتی تھی اور ہر قیمت پر تمدّنی انداز کے تحفظ کی خواہاں تھی، یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری اور خطوط دونوں میں جدید اثرات کو شکوک و شبہات سے نہیں بلکہ خوف کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس وقت عملی لحاظ سے اور تو کچھ ہو نہیں سکتا تھا اس لیے نسلِ جدید کو ہدفِ علامت بنایا جا رہا تھا جو سر سیّد کے زیرِ اثر انگریزی تعلیم اور ملازمت کے ذریعے پنپ رہی تھی، پروفیسر سلیم اختر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"اکبر کی سوچ سطحی تھی اور ملکی و ملّی مسائل پر گہری نگاہ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی جذباتیت بھی تھی اس لیے مغرب کی تنقیص اور سر سیّد کی مخالفت میں ان کا انداز "اودھ پنچ" کے دیگر قلم کاروں سے خیالات کے لحاظ سے منفرد نہ ہو گا۔"(۱۶)

ناقدین کی اکبر کے بارے میں رائے کا ژرف نگاہی کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مغرب کی مخالفت میں سستی جذباتیت اور سطحیت ملتی ہے۔ اُن کے ہاں اقبال کی طرح فلسفہ کا گہرا شعور بھی مفقود بھی تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اقبال نے یورپ دیکھا تھا۔ انھوں نے مغرب اور مغرب زدگی کا تجزیہ کیا اور فلسفیانہ نظام افکار مرتّب کرنے کی کوشش کی۔ اقبال کی طرح اکبر کو مذہب سے لگاؤ تو تھا لیکن یہ ایک مسلمان کا جذباتی لگاؤ تھا۔ اکبر کا مذہبی شعور محدود، فکری سرمایہ ناکافی، تاریخی آگاہی خام اور سیاسی بصیرت برائے نام تھی۔ اپنے فرزند عشرت جو انگلستان قانون کی تعلیم حاصل کرنے گئے تھے انھیں ایک خط میں لکھتے ہیں:

"قانون وہ چیز ہے جس کی پابندی سب پر ہے۔ اس سے قوموں کی تہذیب اور معاشرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ ایک مستحکم اور منضبط چیز ہے۔ ہسٹری زیادہ تر اشخاصِ خاص کا بیان ہے۔ سلطنت یا سلاطین کے نسبت رائے زَنی کی جاتی ہے قانون جاننے والا بہ نسبت ہسٹری دان کے زیادہ مفید

ہوتا ہے۔ ہمارے لیے زیادہ مناسب ہے۔ رہا فلسفہ اگر کو دن نہ ہو اور غور کرنے کا خوگر ہو تو خود بخود فلسفی ہو جاتا ہے۔"(۱۷)

انگریزی تعلیم اور معنوی تہذیب سے اعلانیہ نفرت کے باوجود اپنے جگر گوشے کو صرف بیس سال کی عمر میں دیارِ غیر بھیجتے ہیں اور اِن الفاظ میں نصیحت کرتے ہیں:

"مقصود تو یہ ہے کہ تین برس وہاں رہ کر بہ نسبت یہاں کے انگریزی زیادہ درست ہو گی، انگریزی عمل داری میں روٹی کمانے اور بھلے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے مواقع زیادہ ہو جائیں گے۔"(۱۸)

یہ بات سچ ہے کہ اکبر نے اپنی شاعری اور اپنے خطوط میں عصری رجحانات کی طرف لطیف اور بلیغ اشارے کیے ہیں۔ کسی نابغۂ روزگار شخصیت کی اہمیت اور عظمت اسی طور واضح ہو سکتی ہے جب اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے۔ اکبر نے شاعری کی، ترجمہ کیا اور سیکڑوں کی تعداد میں مکتوب لکھے۔ اُن کے دیگر ادبی محاسن کے ساتھ ان کے خطوں سے اُن کی شخصیت کُھل کر قاری کے سامنے آتی ہے۔ اگر اکبر الٰہ آبادی کو لسان العّصر کہا گیا ہے تو یقیناً وہ اپنے عہد کے مسائل اور شب و روز کو آئینہ کرنے کے وصف سے آشنا تھے۔ اُنھوں نے اپنے عہد کے تعلیمی، سیاسی، سماجی، مذہبی اور اخلاقی صورتِ حالات پر تبصرے کیے اور آنے والے وقت کے حوالے سے حالات و واقعات کے بارے میں اہم پیشن گوئیاں کیں۔ آج کا معاشرہ جن اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی زد میں ہے اور موجودہ صدی میں عالمی بالادستی کی جو کشمکش جاری ہے اس کا تذکرہ ایک صدی پہلے ان کے ہاں ملتا ہے۔ نوجوانوں کی بے راہ روی، دین سے دُوری، ماضی پرستی، فکرِ قوم، خواتین کے ناکافی لباس اور بے پردگی پر کڑی تنقید، مخلوط تعلیم کا نقشہ اُن کے خطوں میں نظر میں آتا ہے۔ پردے کی ذیل میں اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"پردے کی رسم میں بہت فوائد ہیں، بڑا آرام اور ابھی تو ہم میں وہ شرافتِ نسبی کا نشان سمجھا جاتا ہے اور میں عادتاً اس کا حامی ہوں"(۱۹)

اکبر نے ی مادر پدر آزادی اور بے پردگی پر اکثر مقامات پر اپنے تحفظّات کا اظہار کیا ہے۔ وہ پردے اور حیا کو لازم و ملزوم گردانتے ہیں۔ اکبر کے دَور میں مغّربیت کے زیرِ اثر خواتین اپنی اقدار کو ٹھکرا کر گمراہی کا شکار ہو چکی تھیں۔ اپنے فرزند عشرت حسین کو ایک خط میں لکھے ہیں:

"قمر الدّین صاحب سے آج یہ نئی خبر سُنی کہ پنڈت موتی لال صاحب کی لڑکی مسٹر سیّد حسین کے ساتھ چل دی اور نکاح کر لیا۔ پنڈت صاحب سخت اضطراب میں ہیں۔ آزادی اور بے پردگی کے یہ شگوفے ہیں لیکن یورپ کے لیے ایسی خطر کچھ غیر معمولی نہیں"(۲۰)

اکبر کے خطوط میں زندگی گزارنے کے اصول اور پند و نصائح بھی ملتے ہیں۔ اپنے فرزند عشرت کے نام خطوط میں قوم کے ساتھ اولاد سے اُن کی فکر عروج پر نظر آتی ہے۔ کتابی علم سے زیادہ تجربے اور عمل کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ذیل میں اس حوالے سے چند نمونے ملاحظہ کیجیے:

- "تمھاری آزادی کو کون چھینتا ہے، خدا کے واسطے ہوش سنبھالو، گھر بناؤ، عاقبت بناؤ، ماں باپ کو ستانا بُرا ہے۔"(۲۱)

- "اگر تمھاری تعلیم کا یہی نتیجہ ہوا کہ ماں اور وائف سے ہمدردی جاتی رہی تو ایسی تعلیم پر لعنت ہے۔"(۲۲)
- "اپنے وقت کو عزیز سمجھنا، اپنے دل کی حفاظت کرتے رہنا، اپنی حد کو نگاہ میں رکھنا، دنیا اور اس کے واقعات کو غور اور عبرت سے دیکھنا۔"(۲۳)
- "دنیا کو برتنے کے لیے میری رائے میں صرف دو چیزوں کو اختیار کیجیے گا: دیانت داری اور سیدھے سیدھے خاموشی سے اپنا کام کرنا۔"(۲۴)

"ان کے خطوط کو دیکھتے ہوئے عبدالماجد دریا آبادی کی اس بات سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ
"اکبر نثر پر توجہ کرتے تو یقیناً ایک نامور ادیب ہوتے۔ ان کے حسن ادب اور شگفتہ نگاری کے
نمونے اِن اوراق میں شروع سے آخر تک بکھرے ہوئے نظر آئیں گے۔"(۲۵)

چھوٹے چھوٹے فقرے، بات سے بات پیدا کرنا، طوالت، ثقالت سے بچنا، پیچیدہ تراکیب، بیان کی صفائی، روانی، سلاست، مکالمے کی سی کیفیت یہ سب ان کے قلم کا خاص جوہر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تخیّل کی بلندی اور خیالات کا عمق ان کی تحریر کا حُسن ہیں۔ پس ثابت ہے کہ اکبر محض ایک شاعر ہی نہیں بلکہ اُردو کے صاحبِ طرز نثر نگار بھی تھے۔ اِن کی نثر کے بہترین نمونے ان کے خطوط میں محفوظ ہیں۔ انھیں قلم پر اس قدر عبور حاصل ہے کہ طویل اور سنجیدہ مضامین کو عام فہم اور سلیس انداز میں ادا کر دیتے ہیں۔ ذیل میں ان کے خطوط کے چند جملے بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں:

- "تم نے ہمارا بہترین حصّہ عمر دیکھا ہے میری حالت کے ساتھ ہلال سے بدر ہوئے (۲۶)
- "بہر کیف ہم تو اکثر بہشت کے عوض جہنم کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔" (۲۷)
- "دور کا ناتھ پر ہنستا تھا اب اپنے اوپر روتا ہوں" (۲۸)
- "میں اب چراغِ سحری ہوں یوں برسوں جیتا رہوں کوئی اعتبار نہیں۔" (۲۹)
- "فروٹ اور شوگر قسمت میں ہے تو تمھارے آنے پر کھاؤں گا۔ اس وقت تو فروٹ سالٹ پی کر بیٹھا ہوں۔"(۳۰)
- "بچوں کا گزر جانا، کلیوں کا مُرجھا کر گر پڑنا، امیدوں کا پیدا ہو کر چراغِ حسرت بن جانا اس طلسمِ فانی کے شعبدے ہیں۔" (۳۱)
- "گرمی کی شدّت روز افزوں ہے، پانی ہنوز نہیں برسا، نہ، نہ آسکتا، نہ بلا سکتا۔" (۳۲)

مکاتیب اکبر کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان میں طنز کا وہ شائبہ نہیں جو ان کی شاعری کا خاصا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کے دستیاب خطوط اواخر عمری کے ہیں اور تب ان کے لب و لہجے میں طنز کی رو قدرے مدھم ہو چکی تھی۔ جہاں تک خطوط کی بے ساختگی کا تعلق ہے تو چونکہ اکبر نے یہ خطوط اشاعت کے لیے نہیں بلکہ روزمرہ گفتگو کی غرض سے تحریر کیے تھے اس لیے جو جی میں آیا لکھ ڈالا اور یہی معمول کا انداز ان کی نثر کی بے ساختگی کی بنیاد بن گیا وگرنہ ان کے شعر تو خاصی حد تک شعور کا مظہر ہیں۔

حاصلِ بحث یہ کہ اکبر صرف شاعر نہیں بلکہ مفکر اور مغربی فلسفے پر نظر رکھنے والے دانش ور تھے۔ انھوں نے اپنے عہد کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ تعلیم، سیاست، تہذیب، جمہوریت، معاشرت، مذہب، خواتین کی تعلیم، پردہ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے موضوع پر اُنھوں نے جو سنہری افکار پیش کیے وہ اُن کی وفات کی ایک صدی گزرنے کے باوجود ہر کسی کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ اُنھوں نے اپنے خطوط میں زندگی کی بنیادی صداقتوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اُن کے خطوط میں زبان و بیان کے جو تجربات کیے گئے ہیں اُن پر سنجیدگی اور ژرف نگاہی کی اشد ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پنڈت کشن پرشاد کول، اکبر الہ آبادی اور ان کی شاعری (مضمون)، مشمولہ: علی گڑھ میگزین (اکبر نمبر)، علی گڑھ یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۵۰ء، ص:۳۹

۲۔ محمد راشد شیخ، عرضِ مرتب (دیباچہ: مجموعہ مکاتیبِ اکبر)، ادارہ علم و فن، کراچی، اشاعت اوّل ۲۰۲۱ء، ص:۱۴

۳۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (جون ۱۸۹۹ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، مرتب: راشد شیخ، پبلشر "علم و فن، لاہور، ۲۰۲۱ء، ص:۴۰

۴۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۳۰ اگست ۱۹۰۰) مقام، مرزاپور، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۴۹

۵۔ مکتوب، اکبر الہ آبادی، بنام۔ عشرت حسین، مرقومہ (۰۸ مارچ ۱۹۰۱)ء مشمولہ: مجموعہ مکاتیبِ اکبر الہ آبادی، ص:۶۳

۶۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۲۶ نومبر ۱۹۰۳) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۱۸

۷۔ خلیل الرحمٰن اعظمی، "اکبر کا زاویہ فکر و فن (مضمون)، مشمولہ سالنامہ نگار، پاکستان، ۱۹۶۹ء، ص:۱۲۸

۸۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۵۵

۹۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (یکم اگست ۱۹۰۰ء) مقام، مرزاپور، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۴۵

۱۰۔ علّامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، " مجموعہ مکاتیب اکبر، فلیپ

۱۱۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام ڈاکٹر محمد اقبال، مرقومہ (۱۰/ اکتوبر ۱۹۱۸ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۴۴۶

۱۲۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام، نامعلوم، مرقومہ (۱۲ جون ۱۹۱۹) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الٰہ آبادی، ص:۳۶

۱۳۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، سر اسرار حسن والئی ریاست بہاول پور مرقومہ (مارچ ۱۸۹۹ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۳۷

۱۴۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۹ جولائی ۱۹۰۰)، مقام، عشرت منزل الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۴۱

۱۵۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۳ جنوری ۱۹۰۱ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۵۱

۱۶۔ سلیم اختر، پروفیسر، کیا اکبر الٰہ ابادی ضروری ہے (مضمون) مشمولہ: سالنامہ نگار، پاکستان، ۱۹۶۹ء، ص:۱۷۳

۱۷۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۸ جولائی ۱۹۰۰ء) مقام، مرزاپور، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۴۳

۱۸۔ ایضاً، ص:۴۳

۱۹۔ اکبر الہ آبادی، مکتوب (مشمولہ: مجموعہ مکاتیبِ اکبر)، ص:۷۸

۲۰۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۵۵

۲۱۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۹۰۶ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۳۲

۲۲۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (یکم فروری ۱۹۰۶ء) مقام، الٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۲۷

۲۳۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۵/ اگست ۱۹۰۱ء) مقام، کیمپ مظفر نگر، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۸۲

۲۴۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۳جون ۱۹۰۱ء) مقام، کیمپ مظفر نگر، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۷۹

۲۵۔ عبد الماجد دریا آبادی (فلیپ) مکاتیبِ اکبر، مرتّب: محمد راشد شیخ، فلیپ

۲۶۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۳۰مئی ۱۹۰۱ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۷۸

۲۷۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۸جون ۱۹۰۳ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۱۰

۲۸۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۲۱جون ۱۹۰۶ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی: مرتب: راشد شیخ "ادارہ علم و فن، لاہور۔ ۲۰۲۱ء، ص:۱۲۹

۲۹۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۵ جنوری ۱۹۱۳ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۴۰

۳۰۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۱۹۱۵ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۴۹

۳۱۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ () مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۵۳

۳۲۔ مکتوب اکبر الٰہ آبادی، بنام عشرت حسین، مرقومہ (۲۱جون ۱۹۲۰ء) مقام، اِلٰہ آباد، مشمولہ: مکاتیب اکبر الہ آبادی، ص:۱۶۱

Reference in Roman Script:

1. Pandit Kishan Prashad Kaul, Akbar Ellah Abadi aur un Ki Shairi (Mazmooon),Mashmola,Aligarh Magazine (Akbar Number), Aligarh University Aligarh, 1950, p:39
2. Muhammad Rashid Shaikh, Arz-e-Marratb (Debacha,Mojmoa Makateeb-e-Akbar),Idara Ilm-o-Fun, Karachi, 2021, p.14
3. Maktoob Akbar Ellah Abadi,Banam Ishrat Hussain, Marquma (June 1899),Muqamat-e-Ishat,Allahabad,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellahabadi , (Muratab) , Rashid Sheikh , Publisher "Ilm-o-Fun, Lahore, 2021, p. 40
4. Maktoob Akbar Ellahabadi,Ba-Nam Ishrat Hussain, Marquma (August 30, 1900), Muqamat-e-Ishat, Mirzapur,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellahabadi, p: 49
5. Maktoob, Akbar Ellahabadi, vs. Ishrat Hussain, Marqumah (March 08, 1901) Contents: Akbar Illahabadi Collection of Schools, p.63
6. Maktoob Akbar Illah Abadi,Ba-Nam Ishrat Hussain, Marqumah (November 26, 1903), Muqamat-e-Ishat, Allahabad, (Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 118
7. Khalil-ur-Rahman Azmi, "Akbar ka Zawya Fikr-o-Fun(Mazmoon), Mashmool Saalnama Nama Nigar, Pakistan, 1969, p.128
8. Maktoob Akbar Illah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (24th January 1901), Muqamat-e-Ishat, Ellahabad, (Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 55

9. Maktoob Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (August 1, 1900), Muqamat-e-Ishat, Mirzapur,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 45
10. Allamah Muhammad Iqbal, Dr., Momoa Makatib-e-Akbar, Flap
11. Maktoob Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Dr. Muhammad Iqbal, Marquma (October 10, 1918), Muqamat-e-Ishat,Ellahabad,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi,p: 446
12. Maktoob Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Namaloom,Marquma (June 12,1919), Muqamat-e-Ishat, Ellahabad,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 36
13. Maktoob Akbar Illah Abadi, Sir Asrar Hasan Walai State of Bahawalpur Marquma (March,1899),Muqamat-e-Ishat,Allahabad,(Mashmola)Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 37
14. Maktoob Akbar Illah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (July 9, 1900), Maqam, Ishrat Manzil Ellahabad,(Mashmola),Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 41
15. Maktoob Akbar Illah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (January 3, 1901), Muqamat-e-Ishat, Ellahabad,(Mashmola),Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p.51
16. Saleem Akhtar, Professor, Kya Akbar Ellahabadi Zaroori Hay (Mazmoon), ,(Mashmola),Saalnama Nigar, Pakistan, 1969, p: 173
16. Ibid.p.173
17. Maktoob Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marqumah (18 July 1900), Maqam, Mirzapur,(Mashmola),Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p: 43
18. Ibid,p.173
19. Akbar Illahabadi, Maktoob, (Mashmola),Majmoa Makatib-e-Akbar), p.78
20. Maktob-e-Akbar Illah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (January 21, 1920),Muqam-e-Ishaat, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Illah Abadi,p. 155
21. Maktoob-e-Akbar Illah Abadi, Named Ishrat Hussain, Marquma (1906), Location, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Illah Abadi, p. 132
22. Maktoob-e-Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (February 1, 1906), ,Muqam-e-Ishaat,, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Illah Abadi, p: 127

23. Maktoob-e-Akbar Ellah Abadi, Named Ishrat Hussain, Marquma (15/August 1901), ,Muqam-e-Ishaat,Camp Muzaffar Nagar,(Mashmola),Makatib-e-Akbar Ellah Abadi, p.82

24. Maktoob-e-Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma(13th June 1901) ,Muqam-e-Ishaat,Camp Muzaffa Nnagar,(Mashmola),Makatib Akbar Ellah Abadi, p.79

25. Abdul Majid Dariyaabadi (Flap)Makatin-e-Akbar,Muratab),Muhammad Rashid Sheikh,Flap

26. Maktoob-e-Akbar Illah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (May 30, 1901) ,Muqam-e-Ishaat, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Illahabadi, p.78

27. Maktoob-e-Akbar Ellah Abadi,Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (18th June 1903) ,Muqam-e-Ishaat,Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Ellahabadi, p: 110

28. Maktoob Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (21 June 1906) ,Muqam-e-Ishaat, Ellahabad, ,(Mashmola),Makatib Akbar Illah Abadi:Muratab: Rashid Shaikh ,Idara Ilm-e-Fun, Lahore. 2021, p. 129

29. Maktoob Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Ishrat Hussain, Marqumah (January 5, 1913) ,Muqam-e-Ishaat,Ellahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Ellah Abadi, p: 140

30. Maktoob Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (1915), Muqam-e-Ishaat, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Illah Abadi, p: 149

31. Maktoob-e-Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma,Muqam-e-Ishaat, Allahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Ellah Abadi, p: 153

32. Maktoob Akbar Ellah Abadi, Ba-Naam Ishrat Hussain, Marquma (21 June 1920) ,Muqam-e-Ishaat,Ellahabad,(Mashmola),Makatib Akbar Ellah Abadi, p: 161